آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہمنے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء نمبر ۷

مطابق شوال ۱۳۳۶ھ

فہرست مضامین

(ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت احمد قادیانی کے انذاری اعلانات

(سلسلہ کیلئے دیکھو ریویو ماہ جون نمبر ۶ جلد ۱۷)

اور تمام دل اور تمام ہمّت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدّت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنیوالے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں انپر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمھارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمھاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اُسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئیے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جسکے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت

دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔"

جو واقعات اس پیشگوئی کی اشاعت کے بعد ظہور میں آئے اُن سے پیشگوئی کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۶ء کے بعض ہولناک حادثات کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس اعلان کے بعد کہ میری وفات کا وقت قریب ہے مگر اس سے پہلے اور بہت سے حوادث ظہور میں آئینگے جو ہر طرف تباہی لائینگے اور بہتوں کی زندگی تلخ کر دینگے۔ یہ حادثے جلدی ہی وقوع میں آ گئے اور ان کا سلسلہ سنہ ۱۹۰۶ء تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ اگلے سال بھی حضرت اقدسؑ کی یہ پیشگوئی بڑی ہیبت و شوکت کے ساتھ پوری ہوتی رہی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۷ء میں جمیکا کے بربادی بخش بھونچال نے شہر کنگسٹن کو بالکل مسمار و منہدم کر دیا جسمیں دو ہزار کے قریب نفوس موت کا شکار ہوئے ایک اور زبردست زلزلہ جزائر ایسٹ انڈیز میں آیا جس نے جزیرہ سمالو کو ایسا تباہ کیا کہ وہ صفحۂ ہستی سے تقریباً مٹ ہی گیا اور اس طرح خدائے قادر و قاہر کے منہ کی وہ باتیں حرف بحرف پوری ہوئیں جن میں اس تباہی کے متعلق قبل از وقوع یہ خبر دی گئی تھی کہ بہت سے مقامات تہ و بالا ہو جائینگے۔ جزیرہ مذکور کی بربادی میں ڈیڑھ ہزار جانوں کا بھی زیاں ہوا۔ پھر آنروئے قاف کے روسی علاقہ باکو میں بھی شدید زلزلہ کا خوفناک دھکا بار بار آتا رہا۔ جو بہت کچھ تشویش کا موجب ہوا۔ ان حوادث کے متعلق پاینیر کی یہ رائے کہ گذشتہ ۱۹ سو سال میں انکی نظیر نہیں ملتی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اب ہم اسی بارہ میں معزز معاصر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کی رائے درج کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے:۔

"سنہ ۱۹۰۶ء میں جو سی قسم کے غیر معمولی حادثات (یعنی زلزلے) پے در پے واقع ہوئے پھر اُن کے بعد اتنی جلدی جمیکا میں یہ تباہ کُن زلزلہ آیا۔ اس سے ہر شخص کو یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ زمین کا یہ پرانا چھلکا یا اس کی سطح بالائی اب بالکل بودی اور غیر محفوظ ہو گئی ہے۔ پہاڑوں کی آتش فشانی اور ان لگاتار بھونچالوں سے صاف یہی عیاں ہوتا ہے کہ کرۂ ارض کی حالت قابل اطمینان نہیں رہی۔ چنانچہ علم زلازل کے ایک ممتاز ماہر

کے دل پر اِن مسلسل اور کثیر التعداد زلزلوں کا .... ایسا گہرا اثر ہُوا کہ اس نے ان حوادث کا نام ہی "زمین کی بے چینی" رکھدیا ہے۔ بقول فرانسیسیوں کے یہ ایک اضطراب کی حالت ہے لیکن ... کچھ بھید نہیں کھلتا کہ زمین کو ایسی بے چینی اور تڑپ کیوں ہے؟ اسکے اضطراب کی وجہ معلوم کرنے کے ہم از بس خواہشمند ہیں گو اُس کا پتہ لگنے سے ہمیں کچھ ایسی مدد نہیں مل سکتی۔ اور اگرچہ زمین جیسے چھوٹے سے جرم کے لئے بھی جو نظام عالم میں اک ذرہ یا دانہ سے زیادہ بساط نہیں رکھتا کوئی ایسا بروماٹڈ یا دوائے مُسکّن ملنی محال ہے جو اُسکے اعصاب کو اس اضطراب سے نجات دے۔ تاہم اچھا ہی ہے اگر کسی طرح ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہمارے تلے زمین کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے تاکہ اس طرح ہمیں کم از کم اب سے زیادہ خطرناک حالات کے لئے تیار رہنے کا ہی موقعہ ملے۔

اس کہنہ و قدیم جرم خاکی (زمین) کا خول باوجود اتنی پیرانہ سالی کے شائد اب بھی ایسا کمسن ہے کہ ہماری حفاظت کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ اور تحقیقات و امتحان کرنے پر یہ طمانیت بخش و قابل اعتماد نہیں پایا گیا۔ بلکہ برخلاف ازیں سطح ارضی پر جہاں تہاں اس قسم کے آثار ملتے ہیں جو زبان حال سے شاہد ہیں کہ نہایت قدیم زمانوں میں بھی جنکے متعلق تاریخ کچھ نہیں بیان کرتی زمین کو زلازل وغیرہ خوفناک حوادث پیش آتے رہے ہیں اور آئندہ کیلئے انکے پھر وقوع میں آنے کا ... امکان ہے۔ اگلے وقتوں میں جبکہ زلازل کی خبریں بہت کم آتی تھیں۔ اور بجز بعض خاص خاص مقامات کے جوالا مکھی پہاڑ بھی عموماً نچلے اور امن و سکھوں سے ہی رہتے تھے۔ ہم اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ ہماری زمین رہنے سہنے کیلئے بہت محفوظ و مامون ہو گئی ہے۔ اور زلزلہ کے نقصان رساں اثرات سے بچنے کے واسطے بالکل معمولی تدابیر حفظ ماتقدم عمل میں لایا کرتے تھے لیکن اب تو ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ نہایت ہی **غیر محفوظ** ہے۔ اگر کوئی ایسا رستہ ہوتا کہ ہم کسی اور سیارہ پر چلے جائیں جو زمین سے زیادہ پائدار ہو اور وہیں اپنے مال و اسباب کو بھی لیجائیں تو ضرور ہم اس کی طرف نقل مکانی کر کے

ہی اپنی جانیں بچا لیتے۔ مگر افسوس ہماری بدقسمتی سے ایسا ہو نہیں سکتا۔"

خیال فرمائیے کہ جو پیشگوئی حضرت احمدؑ نے شائع فرمائی تھی کس طرح لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ جس جس بات کی حضرت ممدوحؑ نے قبل از وقت خبریں دی تھیں وہ سب ہی ایک ایک کر کے ظہور میں آ گئیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ دانشور لوگ پیشگوئی میں بتلائی ہوئی آفات و حوادث کے خارقِ عادت ہونے کا یقین کر لینگے۔ اور لوگ ایک دوسرے سے متحیر ہو کر پوچھیں گے کہ یہ کیا ہونے لگا ہے؟۔ تو کیا سول اینڈ ملٹری گزٹ کا مندرجہ بالا اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کی حرف بحرف تصدیق نہیں کرتا؟

جب خارقِ عادت آفات و حادثات کے متعلق حضور کی پیشگوئی کمال صفائی اور شوکت کے ساتھ پوری ہو چکی تو اُس دوسرے حادثہ کا وقت آ گیا جو ان مصائب کے بعد وقوع پذیر ہونا تھا۔ یعنی آپؑ کی وفات کا حادثہ۔ یہ حادثہ بھی اواخر مئی ۱۹۰۸ء میں غیر معمولی طور پر اچانک پیش آیا۔ اس طرح کہ آپ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی شب کو لاہور میں سیر سے واپس آ کر یکایک علیل ہو گئے۔ اور اگلی صبح کے قریباً ساڑھے دس بجے رحلت فرما گئے اور اس طرح الفاظ پیشگوئی کے مطابق "اُس دن سب پہ اداسی چھا گئی"۔

لیکن پیشگوئی میں یہ بھی ذکر تھا کہ جن جن انذاری نشانات سے خدائے قہار نے مخلوق کو آپؑ کے ذریعے ڈرایا تھا انہیں سے کچھ حصہ کا ظہور تو آپ کی زندگی میں ہوگا اور پھر آپؑ کی وفات کے بعد بھی آپؑ کی صداقت ظاہر کرنیکے لئے وہ اپنے کھلے کھلے قہری نشانات دکھلاتا رہیگا۔ چنانچہ حضور کی "سچائی ظاہر کرنے" کے لئے جو "زور آور حملے" اُس قدیر و غیور ہستی کی طرف سے موعود و مقدر تھے وہ آپؑ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے اور آج تمام دنیا بچشمِ خود مشاہدہ کر رہی ہے کہ جس سب سے بڑے زلزلہ عظیمہ کو خدائے تعالیٰ نے حضرت ممدوحؑ کے الہام میں "قیامت کا زلزلہ" بیان فرمایا تھا وہ کیسا زبردست اور پُرہیبت نکلا۔ ایک طرف تو ان الفاظ کو مطالعہ کیجئے جو اس زلزلہ کے متعلق حضرت احمدؑ نے بیان فرمائے تھے اور دوسری طرف اسپر غور فرمائیے جو کچھ آج صفحہ ہستی پر ظہور میں آ رہا ہے۔ کیا وحی الٰہی کے الفاظ نہایت ہیبتناک شکل میں حرفاً حرفاً پورے نہیں ہو رہے ہیں؟ اور کیا حضرت احمدؑ

علیہ السلام کی قبل از وقت دی ہوئی تمام خبریں اور انذاری اعلانات سچے نہیں نکلے؟ آپؑ نے فرمایا تھا کہ ؎

گر آں چیزے کہ مے بینم عزیزاں نیز دیدندے ÷ ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

اور کہ آنیوالی مصیبت قیامت کی مصیبت سے مشابہ ہوگی اور کہ اعمال صالحہ کے سوائے اس کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ اور کہ اب خدائے تعالیٰ کا غضب دنیا پر بھڑک رہا ہے۔ نیز یہ ایک خوفناک زلزلہ ہوگا مثل زلزلۂ قیامت کے۔ اور یہ آفت جلدی ہی دنیا پر نازل ہوکے رہیگی اور بلحاظ اپنے اثرات کے اُن حادثات سے زیادہ خطرناک ہوگی جو دنیا ابتک دیکھ چکی ہے۔ وہ ایک نہایت ہی خوفناک مصیبت ہوگی۔ اُٹھو اور اُس ساعت کی تیاری کرلو جس کی تمام انبیاء خبر دیتے آئے ہیں کیونکہ اب وہ قریب آگئی ہے آگ بھڑک چکی ہے اُٹھو اور ع "آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اسکا علاج"۔ موت کی ایسی گرم بازاری ہوگی کہ "نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رود بار"، فی الحقیقت دنیا پر ایسی تباہی آئے گی جو دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ بہت سے مقامات تہ و بالا ہوجائیں گے اور بربادی کے ایسے ہولناک منظر پیش کرینگے کہ لوگ کہینگے یہ مقامات گویا کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ وہ دن نزدیک ہیں۔ نہیں بلکہ دروازے پر ہیں جبکہ دنیا ایک عدیم النظیر تباہی کا نظارہ دیکھے گی۔ مَیں شہروں کو گرتے اور آباد بستیوں کو ویران دیکھتا ہوں۔ اور فرمایا کہ ؎

اِک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد ÷ جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر و مرغزار
خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں ÷ سُرخ ہوجائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار

غرض حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عدیم النظیر و عالمگیر تباہی کی خبر دی تھی اور موجودہ جنگ یورپ آپؑ کی پیشگوئی کو لفظ بلفظ پورا کر رہی ہے۔ لیکن علاوہ اس زلزلہ عظیمہ کے جسمیں بالفاظ حضورؑ یہ حالت وقوع میں آنی تھی کہ

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے ÷ کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

اور نالیاں خوں کی چلینگی جیسے آبِ رود بار" آپؑ نے یہ بھی خبر دی تھی کہ مختلف مقامات

میں اور بھی خوفناک زلزلے آئینگے۔ چنانچہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں انمیں سے بعض زلزلے آپؑ کی زندگی میں آئے اور بعض آپؑ کی وفات کے بعد۔ مثال کے طور پر اُس تباہ کُن زلزلہ کو ہی لیجئے جس نے ۲۸۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۸ء کو یعنی حضرت احمدؑ کی وفات سے ساتماہ بعد قصبات مسینا و ریجیوڈی کالبریا صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے۔ جس کی نسبت معزز معاصر پایونیر نے لکھا کہ ایسا زلزلہ پہلے کبھی نہیں آیا اور غالباً آئندہ کبھی آ بھی نہیں سکتا۔ جو نفوس انسانی اس زلزلہ میں ضائع ہوئے ان کی ہولناک تعداد دو لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی۔ پھر سنہ ۱۹۱۴ء میں ایک سخت زلزلہ آیا جس نے ایشیائے کوچک کے قصبات "عشرۃ" اور "برور" کا کچھ حصہ تباہ کر دیا اور اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ "بڑا بھاری" ... نقصان جان ہُوا۔ اسی سنہ ۱۹۱۴ء کا واقعہ ہے کہ جزیرہ سماٹرا میں ایک شدید زلزلہ آیا جسمیں بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ پھر وسط جنوری سنہ ۱۹۱۵ء میں ایک اور سخت زلزلہ اٹلی میں آیا جو بیان کیا گیا ہے کہ مسینا کے زلزلہ سے بھی زیادہ شدید تھا۔ چنانچہ روما پایہ تخت اٹلی کا ایک پیام برقی مورخہ ۱۵۔ جنوری سنہ ۱۹۱۵ء مظہر ہے کہ:۔

شاہ دکٹر عمانویل جنہوں نے اپنے عہد کے تمام زلازل کی تباہیاں بچشم خود ملاحظہ کی ہیں۔ انکا بیان ہے کہ یہ (اوازانو کا) زلزلہ اُن سب زلزلوں سے بڑھ گیا ہے حتیّٰ کہ زلزلہ مسینا سے بھی۔ کیونکہ اسکی تباہی و سفاکی سے اوازانو کی آبادی کا صرف ۳ فیصدی حصہ جانبر ہو سکا ہے۔ اور اسکی شدت ایسی ہیبتناک تھی کہ پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی ؂

حضرت احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ بالا پیشگوئیاں پڑھنے کے بعد اور یہ دیکھتے ہوئے کہ انکا ظہور کس ہیبت و شوکت کے ساتھ ہُوا کیا کوئی انصاف پسند و خدا ترس انسان اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ آپ فی الواقعہ خدا کے سچّے نبی اور رسول برحق تھے؟۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؂

پیشگوئی

اس مضمون میں لفظ پیشگوئی سے میری مراد یہ ہے کہ وحی الٰہی سے اطلاع پاکر پوشیدہ امور اور آنیوالے واقعات کی قبل از ظہور خبر دینا - اور ضروری ہے کہ یہ امور اور واقعات ایسے ہوں کہ قبل از وقت اُنکی خبر دنیا انسان کی طاقت سے بالاتر ہو ٭

پیشگوئی کی غرض

پیشگوئی سے دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں - اس کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ ان سے خدا کے رسولوں اور نبیوں کی صداقت ثابت ہوتی ہے جب سے انسان پیدا کیا گیا - اللہ تعالٰے نوع انسان کی رہنمائی کے لئے اپنے خاص خاص بندے مبعوث فرماتا رہا ہے - وہ اس لئے آتے ہیں کہ خدا تعالٰی کی طرف لوگوں کو بلائیں - وہ اس بات کے مدعی ہوتے ہیں کہ خدا تعالٰے نے انکو دنیا کی اصلاح وہدایت کے لئے بھیجا ہے اور کہ خدا تعالٰی اُن سے کلام کرتا ہے اور کہ انسانوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ اس حق کو قبول کریں جسکو لیکر وہ دنیا میں آئے ہیں - لیکن اس بات کے ثبوت کیلئے کہ فی الواقعہ خدا تعالٰی اُن سے کلام کرتا ہے - اور وہ خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مامور کئے گئے ہیں یقینی شہادت کی ضرورت ہے تا اُس شہادت کو دیکھکر لوگ اُنکو قبول کریں - اور اُنکی پیروی اختیار کریں - یہ شہادت کئی رنگ کی ہوتی ہے مگر اس بات کا بھاری ثبوت کہ درحقیقت خود خدا تعالٰی ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور اُس نے اُنکو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کیا ہے پیشگوئیوں کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے - خدا تعالٰی غیب کی خبریں اُنپر ظاہر کرتا ہے جو انسان کی طاقت سے بالاتر ہوتی ہیں اور جب خدا تعالٰی کا کلام جو ان پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے پورا ہوجاتا ہے تو یہ امر اس بات کا قطعی ثبوت ہوتا ہے کہ خدا تعالٰی اُن سے ہمکلام ہوتا ہے کیونکہ

خداتعالیٰ کے سوا اور کوئی طاقت اور ہستی نہیں جو ایسی پوشیدہ باتوں کی قبل از وقت خبر دے سکے۔ پس جب خداتعالیٰ کا زبردست کلام جو امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے لفظ بلفظ پورا ہوجاتا ہے تو اس سے ہر ایک حق پسند انسان اس قطعی اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ یہ انسان کا کلام نہیں بلکہ عالم الغیب خدا کا کلام ہے جو اس بندہ پر نازل ہوا اور کہ یہ بندہ اپنے اس دعویٰ میں کہ وہ خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہے صادق اور راستباز ہے۔ پس پیشگوئیوں کا ایک بڑا بھاری فائدہ یہ ہے کہ انکے ذریعہ خداتعالیٰ کے مرسلوں کی صداقت اور سچائی ثابت ہوتی ہے ؛

دوسرا فائدہ پیشگوئیوں سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ نہ صرف خدا کے نبیوں اور رسولوں کی صداقت ثابت ہوتی ہے بلکہ خداتعالیٰ کی ہستی اور اُسکے صفات کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک کنز مخفی کی طرح ہے اور اپنا وجود اور صفات انسانوں پر ظاہر کرنے کے لئے وہ اپنے بعض مقدس بندوں کو چن لیتا ہے اور اُن سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح ایک انسان دوسرے انسان سے کلام کرتا ہے اور غیب کے پوشیدہ راز انپر کھولتا ہے۔ اور جو امور غیبیہ ان برگزیدہ انسانوں پر کھولے جاتے ہیں وہ بھی کوئی معمولی امور نہیں ہوتے بلکہ وہ ایسے زبردست اور عظیم الشان امور ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور زبردست طاقتوں کا علم حاصل ہوتا ہے خداتعالیٰ اپنے برگزیدہ بندہ پر اپنا پُرشوکت کلام نازل فرماتا ہے اور زبردست پیشگوئیاں بذریعہ وحی اُنپر کھولتا ہے۔ اور جتنا جتنا ایک نبی کا دائرہ تبلیغ وسیع ہو اتنا ہی اُسکی پیشگوئیوں کا میدان بھی وسیع ہوتا ہے۔ اگر وہ تمام دنیا کے لئے مبعوث ہوا ہے تو اسکی پیشگوئیاں صرف خاص افراد یا خاص اقوام کے متعلق ہی نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ دنیا کی تمام نسلوں پر حاوی ہوتی ہیں۔ خداتعالیٰ کا جو کلام ایسے عظیم الشان نبی پر نازل ہوتا ہے وہ تمام دنیا میں تہلکہ مچا دیتا ہے اور اُس میں ایسے عظیم الشان واقعات کی خبر دی جاتی ہے جنکا اثر تمام دنیا پر پڑتا ہے۔ نیز۔ صرف یہی نہیں کہ ایسا نبی عظیم الشان واقعات کے متعلق خبر دیتا ہے بلکہ جن عظیم الشان امور کی وہ خبر

دیتا ہے وہ پورے بھی حیرت انگیز طور پر ہوتے ہیں جس سے ایک غور کرنیوالا انسان یہ دیکھ لیتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہی ان عجیب و غریب واقعات کی خبر دی اور اُسی نے اپنی زبردست طاقت سے اپنے کلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے ایسے غیر معمولی واقعات پیدا کیئے جن سے اُسکے نبی کی بتائی ہوئی خبر دنیا کی اُمید و توقع کے خلاف پوری ہو گئی۔ الغرض پیشگوئی سے نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کلام کرتا ہے اور کہ وہ عالم الغیب ہے اور کہ اُسکی قدرتیں بہت وسیع ہیں اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ اُسکے تصرف کے نیچے ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ ہے پیشگوئی کا اصل مقصد ؁

نبی کو اپنے مامور من اللہ ہونے کا یقین کس طرح حاصل ہوتا ہے

اسجگہ پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ نبی کو اس بات کا یقین کس طرح حاصل ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مامور کیا گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے اُسکو انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے۔ کیا پیدائش کے ساتھ ہی اُسکو اس بات کا علم و شعور ہوتا ہے کہ اُسکو نبوّت و رسالت کا منصب عالی عطا کیا گیا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اُسکو پہلے اپنے نبی اور رسول ہونیکا کوئی علم نہیں ہوتا۔ وہ دوسرے انسانوں جیسا ایک انسان ہوتا ہے اور اُنہی کی طرح اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ عنقریب اُسے نبوّت و رسالت کے منصب پر کھڑا کیا جائے گا اور پیشتر اسکے کہ وہ دوسروں کے سامنے اپنے مامور من اللہ ہونیکا اعلان کرے اور انکو اس بات کی دعوت دے کہ وہ اُس کو قبول کریں اور اُس کی پیروی اختیار کریں وہ اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ خود اُسکو اپنے مرسل من اللہ ہونیکا یقین دلایا جاوے۔ اور جیسے دوسرے لوگوں کو دلائل و نشانات اور دیگر ثبوتوں کے ذریعہ مدعی نبوّت کی صداقت کا یقین دلایا جاتا ہے ایسا ہی نبی کو نشانات اور دیگر ثبوتوں کے ذریعہ اپنے مرسل من اللہ ہونے کا یقین دلایا جاتا ہے۔ اور پیشتر اسکے کہ وہ

دوسروں کو ایمان کی طرف بلائے وہ پہلے خود اپنے آپ پر ایمان لاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ۔ لانفرق بین احد من رسلہ (البقرہ) یعنی رسول بھی اس وحی پر ایمان لایا ہے جو اُسکے رب کی طرف سے اُسپر نازل کی گئی ہے اور مومن بھی اسپر ایمان لائے ہیں۔ ہر ایک ایمان لایا ہے اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر اور وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے رسولوں میں سے ۔۔۔۔۔۔ کسی میں بھی فرق نہیں کرتے یعنی ایسا نہیں کرتے کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض کو نہ مانیں۔ بلکہ خداتعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں ؎

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب فطرۃً انبیاء کو اس بات کا علم نہیں دیا جاتا کہ وہ مرسل من اللہ اور مامور من اللہ ہیں تو پھر انکو اس بات کا علم کس ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور کیونکر اُنکو یقین حاصل ہوتا ہے کہ جس آواز کو وہ سن رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اُنکو اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اُن کو اپنے مرسل من اللہ ہونیکا یقین اُسی ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جس ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو انکی صداقت کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا ہے اور اُن کو اس بات کا یقین دلانے کیلئے کہ جو غیبی آواز اُنکو سُنائی دیتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جس کلام کو وہ سُنتے ہیں وہ خدا کا کلام ہے خدا غیب کی خبریں اور پوشیدہ راز اُنپر کھولتا ہے اور اُنکو تائید اور نصرت کے وعدے دیتا ہے جب کثرت سے ایسی غیب کی خبریں سچی نکلتی ہیں اور خدا کے وعدہ کے مطابق اُنکو نصرت اور تائید ملتی ہے تب بار بار کے تجربہ کے بعد اُن کو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی خدا اُن سے کلام کرتا ہے اور وہی اُنکی نصرت و تائید فرما رہا ہے۔ اُن کو انہونی باتیں قبل از وقت بتلائی جاتی ہیں اور ظاہری حالات کے خلاف انکو تائید الٰہی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے جب

یہ سب باتیں خدا کے وعدہ کے مطابق ظاہری اسباب کے برخلاف اور تمام امیدوں کے برخلاف پوری ہوجاتی ہیں تو اُن کو یقین کامل اس بات کا حاصل ہوجاتا ہے کہ یہ خدا ہی ہے جو اُن سے کلام کرتا ہے اور جو اپنے عجائب در عجائب کام دکھا کر اپنی قدرت اور طاقت اور علم کا ثبوت دے رہا ہے۔ پس جب وہ روز روشن کی طرح دیکھ لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اُنکو اصلاح خلق کے لئے منتخب کیا ہے اور جب اُنکو اس بات کا پورا یقین ہوجاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہیں تب وہ کھڑے ہوتے ہیں اور خلقِ خدا کو حق کی دعوت دیتے ہیں۔ غرض پہلے خود وہ اپنے مرسل من اللہ اور اپنی وحی کے منجانب اللہ ہونے پر سچا یقین اور کامل ایمان لاتے ہیں اُسکے بعد وہ لوگوں کو بلاتے ہیں کہ وہ اُنکی صداقت پر ایمان لائیں اور اُنکی پیروی کرکے نجات دنیوی واخروی حاصل کریں ٭

کیا انبیاءؑ میں قدرتی طور پر غیب دانی کی کوئی طاقت رکھی جاتی ہے؟

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاءؑ عالم الغیب نہیں ہوتے اور اُن میں کوئی ایسی خاص طاقت نہیں رکھی جاتی جسکے ذریعہ وہ آئندہ کے حالات خود بخود معلوم کرسکیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اُنہیں دوسرے لوگوں سے علاوہ کوئی خاص قوت نہیں رکھی جاتی جو دوسرے انسانوں میں نہ پائی جاتی ہو اور جس کے ذریعہ سے وہ آئندہ کے واقعات اور پوشیدہ اسرار خود بخود ہی معلوم کرلیتے ہوں۔ غیب کا قطعاً اُنکو کوئی علم نہیں ہوتا . . . اور آنے والے واقعات سے ذاتی طور پر وہ ایسے ہی بیخبر ہوتے ہیں جیسے دوسرے انسان۔ پیشگوئی کا اصل سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ نبی صرف پیشگوئی کا شائع کرنے والا ہوتا ہے۔ اس سے بڑھکر اُسکا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ پیشگوئی دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ نبی کا صرف یہ کام ہے کہ وہ اسکو لوگوں تک پہنچا دے۔ قرآن شریف سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نبی عالم الغیب نہیں ہوتا۔ عالم الغیب صرف ایک ذات ہے جس کا نام اللہ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل لا اقول لکم عندی خزائن اللّٰہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک - ان اتبع الا ما یوحی الیّ (الانعام) یعنی "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو لوگوں کو سنا دے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں - میں تو صرف اس الہام کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر نازل ہوتا ہے"

سورہ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللّٰہ ط ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ج وما مسنی السوء ج ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ۝

یعنی "(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو لوگوں کو کہدے کہ میں اپنے نفس کے لئے نفع یا نقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی - میں تو صرف نذیر اور بشیر ہوں ایسی قوم کے لئے جو ایمان لائیں"

آیات مذکورہ بالا اور نیز اور بہت سی آیات قرآنی سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف خدا ہے - نبی عالم الغیب نہیں ہوتا اور جہاں تک علم غیب سے بےخبری کا تعلق ہے نبی اور غیر نبی میں کچھ فرق نہیں ہوتا اور نبی جو غیب کی خبریں شائع کرتا ہے وہ کسی اسکے ذاتی علم یا قوت کا نتیجہ نہیں ہوتیں - بلکہ خدا تعالیٰ کی وحی سے اسکو ایک اطلاع ملتی ہے اور وہ اسکو دوسروں تک پہنچا دیتا ہے تاکہ جب وہ خبر پوری ہو تو غور کرنے والی نظریں دیکھ لیں کہ یہ شخص واقعی خدا کا فرستادہ اور رسول ہے

اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے فرستادوں کو امور غیبیہ کی اطلاع دیتا ہے

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ وہ کونسا ذریعہ یا ذرائع ہیں جن سے اللہ تعالیٰ امور غیبیہ کو اپنے برگزیدہ فرستادوں پر ظاہر کرتا ہے - اس سوال کا جواب قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے اللہ تعالیٰ سورہ الشوریٰ میں فرماتا ہے:-

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب
او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم۔

یعنی کسی انسان سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرتا مگر اُسکے تین ذریعے ہیں۔ یا تو وحی نازل کرتا ہے۔ یا حجاب کے پیچھے سے کلام کرتا ہے یا کسی فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ خدا کے اذن سے جو کچھ خدا چاہتا ہے انسان کو پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند اور حکمت والا ہے۔

اس میں تین ذریعے بیان کیئے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ انسان کے ساتھ کلام کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے۔ پہلا ذریعہ تو **وحی** یا الہام ہے جب کہ انسان ایک آواز کو سُنتا یا لکھی ہوئی تحریر دیکھتا ہے۔ دوسرا وہ ذریعہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے من وراء حجاب کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے یہ وہ ذریعہ ہے جسکو کشف یا رؤیا کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس میں جو کچھ انسان کو دکھایا جاتا ہے وہ عموماً تعبیر طلب ہوتا ہے اور ظاہر پر حمل نہیں کیا جاتا۔ اسلئے یہ ذریعہ من وراء حجاب کے لفظوں سے تعبیر کیا گیا یعنی اس میں اصل حقیقت ایک حجاب اور پردہ کے پیچھے مخفی ہوتی ہے اور ظاہر میں جو کچھ دکھایا جاتا ہے وہ ایک پردہ ہوتا ہے اور اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے ظاہری نقشہ کی تعبیر کرنی پڑتی ہے۔ پس خواب یا کشف کا ظاہری نقشہ ایک حجاب اور پردہ ہوتا ہے اور اُس حجاب کے پیچھے سے اصل حقیقت انسان کو سمجھائی جاتی ہے۔

تیسرا طریق وہ ہے جبکہ کوئی فرشتہ متمثل ہو کر ایک انسان کے سامنے ظاہر ہوتا اور خدا تعالیٰ کا پیغام انسان کو پہنچاتا اور اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں انسان پر ظاہر کرتا ہے۔ کبھی تو وحی کے ذریعے۔ یعنی انسان ایک آواز سُنتا یا ایک تحریر دیکھتا ہے اور یہ آواز اور تحریر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ کبھی کشف اور رؤیا کے ذریعے آنیوالے واقعات کا نقشہ انسان کے سامنے لایا جاتا ہے۔ کشف اور رؤیا کی ایک الگ زبان ہے اور اُس کے حل کرنے کے لئے عام لُغت کی کتابیں

[illegible]

یا انسان کے محاورات کام نہیں آتے۔ اسمیں ہر ایک چیز کے الگ ہی معنے ہیں جنکی تشریح و توضیح کے لئے علم تعبیر رؤیا کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اور چونکہ عموماً کشوف اور رؤیا اپنے ظاہر معنوں میں نہیں لئے جاتے بلکہ ظاہری نقشہ ایک پردہ کی طرح ہوتا ہے اور اصلی معانی اس پردہ کے نیچے مخفی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس طریق کو اللہ تعالیٰ اپنے پاک اور پُر حکمت کلام میں من وراء حجاب کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ کبھی خدا کا کوئی فرشتہ متمثل ہو کر ظاہر ہوتا اور امور غیبیہ سے انسان کو باذن الٰہی اطلاع دیتا ہے۔

نبی اور غیر نبی میں فرق

جن تین صورتوں کا ذکر قرآن شریف کی مندرجہ بالا آیت میں کیا گیا ہے وہ تینوں صورتیں ایسے لوگوں کو بھی حاصل ہو سکتی ہیں جو نبی نہیں ہیں۔ وحی یا الہام الٰہی ایک غیر نبی کو بھی ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی بہت سے انسان سچی خوابیں بھی دیکھ لیتے ہیں اور خدا کے فرشتوں کا ظاہر ہونا بھی ایک غیر نبی کے لئے ممکن الوقوع ہے۔ پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ تینوں باتیں ایک غیر نبی کو بھی حاصل ہو سکتی ہیں تو نبی اور غیر نبی میں کیا فرق ہوا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نبی اور غیر نبی کی وحی میں کیفیت اور کمیت کا فرق ہے۔ ایک غیر نبی کے لئے بھی ممکن ہے کہ کوئی غیب کی بات بذریعہ الہام یا رؤیا یا فرشتہ اُس پر کھولی جائے مگر اُسمیں اور نبی میں وہی فرق ہے جو ایک غریب آدمی اور ایک امیر کبیر میں بلحاظ دولت کے ہوتا ہے۔ اگر ایک غریب انسان کے پاس چند روپے ہوں تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ میں اور فلاں امیر میں کچھ فرق نہیں۔ کیونکہ اگر اُسکے پاس چاندی اور سونے کے سکے موجود ہیں تو یہ دیکھو میرے پاس بھی ایسے سکے موجود ہیں ایسا خیال کرنے والا بیوقوف سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اُسکے پاس جو چند روپے موجود ہیں وہ ان لاکھوں کروڑوں روپوں اور اشرفیوں کے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں رکھتے جو اُسکے امیر ہمسایہ کے پاس موجود ہیں اور وہ چند روپے ہاتھ میں لیکر اُس شخص کے ساتھ مساوات کا دم نہیں بھر سکتا

جسکا خزانہ لاکھوں کروڑوں روپوں اور سونے کی مُہروں اور طرح طرح کے جواہرات سے بھرا ہُوا ہے۔ ایسا ہی اگر کسی شخص کو بذریعہ الہام چند غیب کی باتیں معلوم ہو جائیں تو وہ یہ کہنے کا حق نہیں رکھتا کہ اُسمیں اور نبی میں کچھ فرق نہیں کیونکہ جیسا ایک غریب شخص چند روپوں کے ساتھ ایک امیر کبیر انسان کے برابر نہیں ہو سکتا ایسا ہی ایک عام انسان چند الہامات کے ساتھ نبی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور فرق صرف کمیت میں ہی نہیں بلکہ کیفیت میں بھی فرق ہے۔ خدا کے نبی اور رسول پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ اپنے ساتھ ایک شوکت اور قوت رکھتی ہے اور وہ مصفّٰی اور روشن ہوتی ہے اور غیر نبی کی وحی ان صفات میں نبی کی وحی کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر نبی پر بذریعہ وحی جو امور غیبیہ کھولے جاتے ہیں وہ بھی اپنے اندر بڑی عظمت اور شان رکھتے ہیں اور اُن کا اثر اُن تمام لوگوں پر پڑتا ہے جنکی طرف وہ بھیجا جاتا ہے اور اس بات میں بھی غیر نبی کی وحی نبی کی وحی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مثلاً اس زمانہ میں حضرت مسیحؑ کے بہت سے خدام الہام کے انعام سے مشرف ہوئے مگر جو باتیں کبھی اُنپر کھولی گئیں وہ کثرت۔ قوت۔ صفائی۔ عظمت اور شان کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کی وحی کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ پر دوسرے لوگوں کی نسبت نہ صرف زیادہ کثرت کے ساتھ امور غیبیہ کھولے گئے بلکہ جو صفائی اور قوت اور عظمت اور شان حضرت مسیح موعودؑ کی وحی میں ہے اُس کا لاکھواں کروڑواں حصہ بھی دوسروں کے الہامات میں نہیں پایا جاتا۔ پس اُن کو اس امر میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو ایک عام انسان کو ایک کروڑ پتی کے ساتھ ہوتی ہے ؛

یہ قاعدہ کہ کثرت کے ساتھ مصفّٰی غیب صرف انبیاءؑ پر کھولا جاتا ہے قرآن شریف میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ الجن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہٖ احدا الا من ارتضی من رسول

یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غلبہ نہیں دیتا

مگر اسی کو جسکو وہ رسول بناکر چن لیتا ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ اوّل غیبہ دوسرا یظہر۔ غیبہ یعنی اپنا غیب کہکر اللہ تعالیٰ اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ اس جگہ لفظ غیب سے ایسا غیب مراد ہے جو خدا کا غیب ہے یعنی جس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں۔ بعض آنیوالے واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں جنکو انسان اپنے علم اور تجربہ کی بناء کر پیش از وقت بتلا سکتا ہے۔ اس لئے ایسے امور کو اللہ تعالیٰ خارج کرتا ہے اور لفظ غیب کو ایسے امور کے ساتھ خاص کرتا ہے جنکو انسان اپنے کسی علم اور تجربہ کی بناء پر پیش از وقت نہیں بتا سکتا ؁

دوسرا لفظ جو قابل غور ہے وہ یظہر کا لفظ ہے۔ اسکے معنی ہیں غلبہ دینا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے خاص غیب پر صرف اپنے رسولوں کو ہی غلبہ دیتا ہے یعنی اس کثرت اور صفائی کے ساتھ اپنا غیب اُنپر ظاہر کرتا ہے کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُنکو امور غیبیہ پر ایک قسم کا غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔ غرض اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ بطور اصول کے بیان فرماتا ہے کہ ایسا غیب جسکا دریافت کرنا انسان کی طاقت سے بالاتر ہے وہ کثرت اور صفائی کے ساتھ صرف مرسلین پر کھولا جاتا ہے۔ اُنکے سوا کسی اور شخص کو غیب پر غلبہ نہیں دیا جاتا یعنی اس کثرت سے مصفّٰی غیب نہیں کھولا جاتا کہ یہ کہا جاسکے کہ اسکو غیبی امور پر ایک قسم کی قدرت اور غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں یہ بات صرف حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق آئی اسلئے اس معیار کے رو سے وہ خدا کے رسول تھے اور اس بات کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار اُنکو رسول کے خطاب سے یاد فرمایا ؁

نبی اور نجومی

انبیائ کے علاوہ ایک اور جماعت بھی دنیا میں موجود ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ تو نہیں کرتے مگر پیشگوئیاں کرنیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ لوگ نجومی، رمّال۔ کاہن وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں۔ اس لئے اِس جگہ اس بات کا بیان کردینا ضروری

ہے کہ ان میں اور نبیوں میں کیا فرق ہے۔ پس ان میں اور انبیاءؑ میں ایک فرق تو یہ ہے کہ ان لوگوں کی اکثر پیشگوئیاں غلط نکلتی ہیں اور عام طور پر انکی پیشگوئیوں کی وقعت اٹکل بازی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ برخلاف اسکے نبی کی ایک پیشگوئی بھی جھوٹی نہیں نکلتی (انبیاءؑ کی پیشگوئیوں کے متعلق چند اصول ہیں جنکو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کے دوسرے حصہ میں بیان کروں گا) علاوہ ازیں جن امور کے متعلق وہ خدا سے الہام پاکر پیشگوئی کرتا ہے وہ سب کے سب ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں اٹکل بازی کو ذرّہ بھر بھی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ سب انسان کی طاقت سے قطعی طور پر بالاتر ہوتے ہیں ؛

مگر انبیاءؑ کی پیشگوئیوں اور نجومیوں رمالوں کاہنوں وغیرہم کی پیشگوئیوں میں بڑا بھاری فرق جسپر خاص زور دینے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ انبیاءؑ کی پیشگوئیاں روز روشن کی طرح اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ انبیاءؑ کے ساتھ ہے اور اُس کی خاص تائید اور زبردست نصرت ہر وقت اُنکے شامل حال ہے اور یہ خصوصیت نجومیوں پنڈتوں وغیرہم کی پیشگوئیوں میں قطعاً نہیں پائی جاتی۔ نجومی اور رمال صرف اُسی بات کی خبر دینگے جو اُنکے اپنے خیالی علم سے ظاہر ہوتی ہے خواہ اُسمیں اُنکی اور اُنکے دوستوں کی ہلاکت اور بربادی اور اُنکے دشمنوں کی کامیابی اور فتح پائی جاتی ہو۔ اُنکی پیشگوئیاں قطعاً اس بات کا کوئی ثبوت نہیں دیتیں کہ خدا کی تائید اُنکے ساتھ ہے اور کہ وہ مقرّب اور برگزیدہ بارگاہ الٰہی ہیں۔ مثلاً ممکن ہے کہ ایک منجم وبا کے پھیلنے یا زلزلہ کی پیشگوئی کرے مگر یہ ضروری نہیں کہ وہ اسکے ساتھ یہ بھی تحدی کرے کہ وہ خود اور اُس کا اہل و عیال اور اُسکی چار دیواری کے اندر رہنے والے اور اُسکے دوست اور احباب ان آفات سے محفوظ رہینگے وہ تو وہی کچھ کہیگا جو اُسکے زعم میں اُسکے علم اور فن سے ظاہر ہوگا خواہ سب سے پہلے وہ آفت خود اُسی پر اور اُس کے اہل و عیال پر ہی پڑنے والی ہو۔ مگر نبی کی پیشگوئیوں کا یہ حال نہیں۔ خدا اُنکے ذریعہ بڑے بڑے عظیم الشان واقعات کی

خبر دیتا ہے اور ساتھ ہی ہر ایک امر میں اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ اُن کے ساتھ ہے اور اُنکا معاون و مددگار ہے اور اُسکی پیشگوئیوں میں ایک بڑی بھاری خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ اُن سے اُسکی اور اُسکے دوستوں اور خدّام کی عزّت افزائی ہوتی ہے اور وہ اس بات کا نشان ہوتی ہیں کہ خدا تعالیٰ خود اُس کا اور اُس کے سچّے اور وفادار خدّام کا حافظ و مددگار ہے اور آخر اسکے دشمنوں کی تباہی اور ہلاکت اور ذلّت اور رسوائی ہوتی ہے اور ان پیشگوئیوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ خدا اُسکے دشمنوں کا دشمن اور اُس کے سچّے دوستوں کا حامی و مددگار ہے۔ یہ ایک خصوصیّت ہے جو نبی کی پیشگوئیوں میں پائی جاتی اور منجموں اور کاہنوں اور رمّالوں کو اس سے کچھ حصّہ نہیں۔ مثال کے طور پر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں پر نظر کرو۔ یہ خصوصیّت کیسی نمایاں طور پر آپؑ کی پیشگوئیوں میں پائی جاتی ہے مثلاً آپؑ نے طاعون کے پھیلنے کی خبر دی مگر ساتھ ہی اسکے یہ اعلان فرمایا کہ اس وباء کی وجہ سے دوسری قوموں کی تعداد میں کمی واقع ہوگی مگر آپ کی جماعت کی تعداد اور بھی ترقی کریگی اور آپ کو ماننے والے نسبتاً عافیت میں رہینگے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خبر دی کہ طاعون قادیان میں بھی نمودار ہوگا مگر خدا تعالیٰ تباہی سے قادیان کو بچائے گا کیونکہ وہ خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور کہا کہ اگر کسی کو اس نشان کے تسلیم کرنے سے انکار ہو تو وہ ایسی ہی پیشگوئی اپنے شہر کی نسبت کر کے دیکھے پھر خدا تعالیٰ ایسے شخص کے شہر کو تباہ و برباد کر کے اس بات کا ثبوت دیگا کہ جو کچھ قادیان کی نسبت کہا گیا وہ خدا کا ایک نشان ہے۔ پھر اسی پر بس نہ کی بلکہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی ہر ایک شخص جو میرے گھر کی چار دیواری میں رہتا ہے وہ طاعون سے محفوظ رہیگا اور پھر اللہ تعالیٰ کے الہام کی بنا پر فرمایا آگ (یعنی طاعون) سے ہمیں مت ڈراؤ آگ میری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے اور دشمنوں کی نسبت خدا نے ان الفاظ میں آپؑ کو مخاطب فرمایا اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی ✣

اگر غور سے دیکھا جائے تو انی احافظ کل من فی الدار کا نشان حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے نشان سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ کیونکہ طوفان سے بچنے کا کشتی ایک قدرتی ذریعہ ہے حضرت نوحؑ کا نشان یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے قبل از وقت انکو آنیوالے طوفان سے خبر دی اور انکو ہدایت دی کہ اس آنیوالے طوفان سے بچنے کے لئے ایک کشتی تیار کرو اور جب طوفان آئے تو تم اور تمھارے اتباع سب اسمیں سوار ہو جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو ایک ایسے ذریعہ سے طوفان سے بچایا جو طوفانوں اور سیلابوں سے بچنے کا ایک قدرتی ذریعہ ہے بے شک یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ نے خدا تعالیٰ سے علم پاکر ایسے وقت میں کشتی تیار کی جبکہ طوفان کا کوئی نام و نشان نہ تھا اور لوگ حضرت نوحؑ کی اس کارروائی کو دیکھکر ہنستے تھے اور اسکو ایک مجنونانہ حرکت سمجھتے تھے۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے دکھا دیا کہ حضرت نوح مجنون نہ تھے بلکہ مجنون وہ خود تھے جس چیز کو وہ ناممکن خیال کرتے تھے وہ ظاہر ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے ایک نہایت ہی خطرناک طوفان بھیجکر ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیاراً کی دعا کو پورا کر دیا اور حضرت نوحؑ اور آپکے پیروؤں کو اس کشتی کے ذریعہ بچایا جسکو حضرت نوح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت قبل از وقت تیار رکھا تھا۔ بے شک ایسے عظیم الشان طوفان میں کشتی کے ذریعہ بھی بچنا صرف خدا تعالےٰ کے فضل سے ہی ہو سکتا تھا لیکن پھر بھی اللہ تعالےٰ نے حضرت نوحؑ کو طوفان سے بچنے کے لئے ایک ایسے ذریعہ کے اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی جو طوفان سے بچنے کا ایک قدرتی ذریعہ ہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا نشان اس سے بھی زیادہ عجیب تھا کسی مکان کی چاردیواری میں رہنا جو چاروں طرف طاعون زدہ مکانوں سے گھرا ہوا ہو اور جسکے اردگرد طاعون خطرناک حملے کر رہی ہو طاعون سے بچنے کا کوئی قدرتی ذریعہ نہیں۔ بلکہ ایسے مکان میں رہنا تو اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنا ہوتا ہے ایسی صورت میں بچاؤ کا قدرتی ذریعہ یہ ہے کہ طاعون

کے نمودار ہونے سے پہلے ہی انسان مکان کو چھوڑ کر میدان میں چلا جائے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اس قدرتی ذریعہ کو قطعاً استعمال نہ کیا بلکہ جب چاروں طرف لوگ طاعون کا شکار ہو رہے تھے اور حضرت اقدسؑ کے مکان کے عین متصل مکانوں میں طاعون سخت حملے کر رہی تھی اور حضرت اقدسؑ کے مکان سے ملحق بعض ایسے مکان بھی تھے۔ جو طاعون کی وجہ سے ویران ہو گئے ایسے وقت میں نہ صرف حضرت اقدسؑ خود مع اہل بیت و دیگر خدام اپنے مکان میں قیام پذیر رہے بلکہ عین طاعون کے جوش کے دنوں میں یہ اعلان فرماتے رہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ ہر ایک متنفس جو تیرے مکان کی چار دیواری کے اندر رہتا ہے طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور یہ بھی نہیں کہ آپؑ کے مکان میں صرف چند آدمی بود و باش رکھتے ہوں۔ برخلاف اسکے اسمیں کئی آدمی مع اہل و عیال کے رہتے تھے اور آپؑ نے خود اپنے بعض مخلص خدام کو طاعون کے دنوں میں حکم دیا کہ وہ آپؑ کے مکان میں آکر رہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت اقدسؑ کے حکم کے ماتحت اپنا مکان چھوڑ کر حضرت اقدسؑ کے مکان میں مع اہل و عیال آکر آباد ہوئے اور پھر یہ بھی نہیں کہ صرف ایک ہی سال ایسا ہوا ہو طاعون نے قادیان پر کئی بار حملے کئے اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے انی احافظ کل من فی الدار کا چمکتا ہوا نشان دکھایا اور خدا تعالیٰ نے بار بار اس نشان کو اس لئے ظاہر فرمایا تا کوئی شخص اسکو اتفاق پر محمول نہ کرے۔

پھر دوسرا قدرتی ذریعہ جو طاعون سے بچنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے وہ طاعون کا ٹیکا ہے۔ جب گورنمنٹ نے رعایا پر کمال شفقت کر کے پنجاب میں ٹیکا جاری کیا اور اسکے لئے ایک بڑا بھاری عملہ قائم کیا اور ولایت سے کئی تجربہ کار ڈاکٹر منگوائے اُسوقت بھی حضرت اقدسؑ نے گورنمنٹ سے یہی استدعا کی کہ آپؑ کو اور آپؑ کے خدام کو ٹیکا لگوانے سے معذور سمجھا جاوے تا ایسا نہ ہو کہ جس حفاظت کا اللہ تعالےٰ نے آپؑ کے لئے اور آپؑ کے سچے اور وفادار خدام کے لئے وعدہ فرمایا ہے اُسکو اس زمینی ٹیکا کی طرف منسوب کیا جاوے اور اس طرح خدا کا نشان لوگوں کی نظر سے

مخفی رہے۔ غرض طاعون کا قادیان میں بار بار حملہ کرنا اور حضرت اقدسؑ کے مکان کے عین متصل مکانوں میں طاعون کا پھیل جانا اور بعض گھروں کا طاعون سے ویران ہو جانا اور ہر دفعہ حضرت اقدسؑ کے مکان کا محفوظ رہنا اور عین طاعون کے جوش کے وقت حضرت اقدسؑ کا بار بار اعلان فرمانا کہ اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہر ایک متنفس طاعون سے محفوظ رہیگا اور طاعون کے زور کے وقت آپؑ کے خدام کا آپؑ کے مکان میں ہجوم کرنا اور ہر بار اس محبت سرا میں امن و عافیت کا رہنا حضرت نوحؑ کی کشتی کے نشان سے زیادہ عجیب نشان ہے۔ جب حضرت اقدسؑ نے اپنے مکان کی چار دیواری کے اندر رہنے والوں کی حفاظت کا بڑی تحدی کے ساتھ اعلان کیا تو قادیان کے بعض آریوں نے اس تحدی کو ایک معمولی بات سمجھکر کہدیا کہ ہماری گھر بھی طاعون سے محفوظ رہینگے تسپر خدا کی غیرت جوش میں آئی اور ایسی تحدی کرنے والوں کے گھروں کو خدا کے غضب کی آگ نے جلا کر راکھ کر دیا۔ اگر کسی کو اسمیں شک ہو تو قادیان میں آکر تحقیقات کرلے کہ طاعون کی آگ ان لوگوں میں کیسے زور سے بھڑکی اور کیسی عبرتناک موت کا وہ لوگ شکار ہوئے اور تحقیقات کرنے کی بھی ضرورت نہیں اگر کوئی شخص چاہے تو ہر وقت اس بات کا تجربہ کرسکتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص حضرت مسیح موعودؑ کے اس نشان کا انکار کرے اور اسکے مقابل میں ایسی ہی تحدی اپنے شہر یا اپنے محلہ یا اپنے گھر کی نسبت کرے اور اسکو حضرت مسیح موعودؑ کی طرح دنیا میں شائع کر دے تو اب بھی خدا تعالیٰ اسی طرح اس نشان کی سچائی ظاہر کر دے گا جس طرح کہ اس نے قادیان میں ایسی مخالفانہ تحدی کرنیوالوں کی صورت میں اپنے نشان کی چمکار کو ظاہر کیا۔ پس جس طرح چاہو اس نشان کو پرکھ لو۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس نشان کی چمک دکھلانے کے لئے تیار ہے۔ صرف یہ کہدینا کہ فلاں گھر طاعون سے محفوظ رہا اور فلاں محلہ طاعون کی زد سے بچا رہا کافی نہیں۔ اور نہ اسکو کوئی نشان کہا جا سکتا ہے۔ کسی مکان کی حفاظت صرف اسی صورت میں نشان ہو سکتی ہے کہ اسکے متعلق قبل از وقت تحدی سے اعلان کیا جاوے کہ اس گھر کی چار دیواری

میں رہنے والا ہر ایک متنفس طاعون سے محفوظ رہیگا اور جب طاعون اس قصبہ یا شہر پر حملہ کرے اور جب اُس گھر کے چاروں طرف طاعون کا خطرناک حملہ جاری ہو اور گرد و نواح کے مکان طاعون سے ویران ہو رہے ہوں اُسوقت بڑی تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاوے کہ ہر ایک بچہ اور عورت اور مرد جو اس مکان میں رہتا ہے طاعون سے محفوظ رہیگا اور پھر ایک لمبا عرصہ گذر جائے اور طاعون کئی بار اُس قصبہ پر حملہ کرے اور ہر بار اُس گھر کی نسبت یہ اعلان کیا جاوے۔ کہ یہ گھر محفوظ رہیگا اور پھر طاعون کے دنوں میں لوگ اس مکان میں اس طرح امنڈ آئیں جس طرح طوفان کیوقت لوگ کشتیوں میں ہجوم کرتے ہیں اور وہ مالک مکان پکار پکار کر اپنے دوستوں اور عزیزوں کو اس مکان میں جمع کرے اور باوجود طاعون کے حملوں کے بار بار یہی اعلان کرتا جائے کہ ہر ایک انسان جو میرے مکان کے اندر رہتا ہے وہ اس طوفان سے امن میں رہیگا۔ اس صورت میں بے شک یہ ماننا پڑے گا کہ واقعی اس مکان کی حفاظت خدا کا ایک نشان ہے پھر اس نشان کی شان اور بھی بڑھ جاتی ہے جب مالک مکان یہ بھی اعلان کرے کہ اگر کوئی شخص میرے مقابل میں اُٹھکر کسی اور مکان کی نسبت ایسی ہی حفاظت کا دعویٰ کرے تو خدا ایسے دعویٰ کرنیوالے کے گھر پر ضرور اپنے غضب کی آگ برسائیگا اور اُسکے گھر کو ویران اور برباد کر دیگا تا دنیا پر یہ بات روشن ہو جائے کہ میرے مکان کی حفاظت خدا کا ایک نشان ہے پس اُٹھو اور تلاش کرو۔ کیا تم کسی ایسے آدمی کا پتہ دے سکتے ہو جو اس قسم کا نشان دکھلا سکتا ہے۔ اگر کوئی اور آدمی ایسا نشان نہیں دکھلا سکتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسکو آسمانی نشان قرار نہ دیا جاوے ۞

الغرض نبیوں اور منجموں کی پیشگوئیوں میں بڑا بھاری مابہ الامتیاز یہ ہے کہ نبیوں کی پیشگوئیاں اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ وہ خدا کے برگزیدہ رسول ہیں اور خدا اُنکے ساتھ ہے اور اُنکے دوستوں کا دوست اور اُنکے دشمنوں کا دشمن ہے یہ وہ بات ہے جو نبیوں کی پیشگوئیوں میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہے اور منجموں کی پیشگوئیاں اس خصوصیت سے کلی طور پر عاری ہیں۔ ایک اور مثال لو حضرت

مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق کانگڑہ میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکی نظیر اس ملک میں صدہا برس سے دیکھی نہیں گئی تھی۔ ہزاروں آدمی ایک طرفۃ العین میں ہلاک ہوگئے مگر اس نشان کے ظاہر کرنے کے وقت بھی اللہ تعالیٰ اس بات کا ثبوت دیدیا کہ وہ اپنے مسیحؑ کے ساتھ ہے کیونکہ جسقدر احمدی احباب اس علاقہ میں تھے خدا تعالیٰ نے سب کو اپنی معجزہ نمائی سے بچالیا۔ اور اگر انکے بچنے کی داستان سنو تو بلا اختیار بول اُٹھو کہ اسمیں خدا کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ بعض کو سوتے ہوئے خواب کے ذریعہ متنبہ کردیا اور انہوں نے خواب کی بدولت آخری گھڑی میں زلزلہ کا شکار ہونے سے رہائی پائی بعض مٹی کے ڈھیروں کے نیچے دب گئے مگر خدا نے انکی دستگیری فرمائی اور خارق عادت طور پر انکو ہلاکت سے نجات دی اور خدا تعالیٰ نے ایسا اسلئے کیا تا یہ امر اس بات کا نشان ہو کہ اُس نے اپنے مسیحؑ کی خاطر اُسکے خدّام کو نجات بخشی ہے۔

پس اگر تم مجھ سے یہ پوچھتے ہو کہ منجموں اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ نبیوں کی پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی معیت اور نصرت اور تائید کا ثبوت دیتی ہیں اور منجموں کی پیشگوئیوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ نبیوں کی پیشگوئیوں میں انکی اور انکی جماعت کی ترقی اور انکے دشمنوں کی ناکامی و نامرادی و ہلاکت کے آثار پائے جاتے ہیں اور منجموں کی پیشگوئیوں میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں پائی جاتی پس یہ ایک خصوصیت ہے جسکے ذریعہ سے تم ایک نبی کی نبوّت کو شناخت کرسکتے ہو۔ اگر تم دیکھو کہ ایک شخص خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اسکی پیشگوئیوں میں تم یہ خصوصیت دیکھتے ہو کہ اُسے خدا تعالیٰ اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ ہر آن اُسکے ساتھ ہے اور اسکی جماعت کا حافظ و ناصر ہے اور اسکے دشمنوں کا دشمن ہے اور اسکی جماعت کو بڑھاتا اور اسکے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے تو یقیناً سمجھ کہ وہ خدا کا نبی اور رسول ہے۔ اسکو قبول کرو تا نجات پاؤ۔

منجموں کی پیشگوئیوں کے متعلق ایک اور بات بھی ذکر کرنے کے قابل ہے

اور وہ یہ ہے کہ منجموں کی پیشگوئیاں اوّل تو پہلے ہی اکثر غلط نکلتی ہیں مگر جب ایک نبی کا زمانہ آتا ہے تو اسوقت یہ ایک خاص بات پیدا ہوجاتی ہے کہ اُس کے وقت میں منجموں کی پہلے سے بھی زیادہ کساد بازاری ہوجاتی ہے اور جو باتیں کبھی اُنکی درست نکل آتی تھیں اُنمیں بھی نمایاں کمی واقع ہوجاتی ہے اور اس روحانی سورج کے طلوع کے بعد اُنکی رہی سہی چھوٹی موٹی روشنی بھی جاتی رہتی ہے۔ اگر اس بات کا ثبوت چاہتے ہو تو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے قبل اور آپکے ظہور کے بعد کے زمانہ کا مقابلہ کرکے دیکھ لو اگر کوئی شخص اس امر کی پڑتال کرے تو وہ دیکھ لیگا کہ واقعی حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کے بعد ان لوگوں کی جھوٹی روشنی بالکل مات پڑ گئی۔ اگر قرآن شریف سے ایسی تبدیلی کا ثبوت چاہتے ہو تو سورہ جن کی یہ آیت پڑھ لو:۔

وانا لمسنا السماء فوجدنٰها ملئت حرسا وشهبا ہ وانا کنا نقعد مقاعد للسمع ؕ فمن یستمع الاٰن یجد له شهابا رصدا ہ وانا لا ندری اشر ارید بمن فی الارض ام اراد بهم ربهم رشدا ہ

پیشگوئی اور عجائبات

انبیاءؑ نے پیشگوئی کے علاوہ بعض اور رنگ کے معجزات بھی خدا تعالیٰ کی تائید اور اذن سے دکھائے ہیں اور بعض اُن میں سے اس قسم کے ہیں کہ وہ عجائبات کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور انسان اُنکی ماہیت دریافت کرنے سے عاجز ہے مگر اس رنگ کے معجزات اور پیشگوئی میں ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ عجائبات کے رنگ کے معجزات صرف اُن لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جو اُسوقت موجود ہوتے ہیں اور جو ان معجزات کو بچشم خود دیکھتے ہیں۔ مگر پیشگوئی ایک ایسا معجزہ ہے جو بعد میں آنیوالی نسلوں کے لئے بھی مفید ہوتا ہے جیسا اُس زمانہ کے لوگ پیشگوئی کے معجزہ سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں ایسا ہی بعد میں آنیوالے لوگ بھی پیشگوئیوں پر غور کر سکتے اور اُن سے مستفیض ہو سکتے ہیں وہ دیکھ

سکتے ہیں کہ یہ پیشگوئی کن حالات کے ماتحت کی گئی اور کیا اُسوقت کسی انسان کی طاقت میں تھا کہ ایسے واقعہ کی قبل از وقت خبر دیدے۔ اور پھر وہ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح وہ پیشگوئی خلاف توقع اور خلاف اُمید پوری ہوئی پیشگوئی میں کوئی بات ایسی نہیں ہوتی جو مخفی ہو۔ اور راز کا رنگ رکھتی ہو بلکہ وہ ایک کھلا کھلا نشان ہوتا ہے اور ہر ایک آدمی اُسمیں تدبّر کر سکتا ہے اور جسقدر زیادہ تدبّر کیا جاوے اُسی قدر پیشگوئی کی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ اسلئے یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو تدبّر کرنیوالے اور علمی مذاق کے لوگوں کے لئے زیادہ موزون ہے یہی وجہ ہے کہ موجودہ علمی زمانہ میں جب کہ ہر ایک بات تجربہ اور جانچ پڑتال کے بعد قبول کیجاتی ہے خدا تعالیٰ نے اپنے مسیحؑ کے معجزات و نشانات میں پیشگوئیوں کو ایک نمایاں مقام دیا ہے تاکہ اس زمانہ کے محقق لوگ جتنا انپر غور کریں اتنا ہی اُنپر ان نشانات کی عظمت اور انکا عالی پایہ ظاہر ہو۔ پیشگوئی کے معجزہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اور معجزات بھی عطا فرماوے اور وہ بھی سب کے سب علمی مذاق کے لوگوں اور محقق طبع لوگوں کے لئے خصوصیّت کے ساتھ موزونیت رکھتے ہیں تا اس زمانہ کے فلاسفر اور سائنسدان انپر غور کریں اور دیکھیں کہ واقعی یہ باتیں انسان کی طاقت سے نہایت ہی بالاتر اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُسکی صفات کا زبردست ثبوت ہیں۔ پس مبارک ہو تجھے اے اس روشنی اور علم کے زمانہ کی نسل کہ تیری ہدایت کیلئے کس طرح تیرے مذاق کے مطابق خدا تعالیٰ نے عجیب و غریب سامان مہیا کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے ایسے نشان دیئے کہ جسقدر ایک انسان زیادہ علم اور زیادہ عقل اور زیادہ غور کی عادت رکھتا ہے اُسی قدر وہ انکی زیادہ قدر کرتا اور اُن سے . . . زیادہ حظ اور لذّت اور فائدہ اُٹھاتا ہے۔ پس کیسا ہی عظیم الشان ہے وہ نبی جسکے غلام کو خدا تعالیٰ نے نبوّت کا درجہ عطا فرمایا اور اُسے ایسے بیّن اور روشن نشان دیئے جو انبیاءؑ کے نشانوں میں ایک بلند اور عالی مرتبہ رکھتے ہیں۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

طالب دعا شیر علی عفی عنہ

اِسلام

(۱) "اسلام" ازروئے کُتب لُغت کامل فرمانبرداری اور پوری اطاعت کا نام ہے۔ اور ازروئے قرآن کریم اس زندہ دین کا نام ہے جسکی تبلیغ اور ترویج وحی اللہ سے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کی ہے۔

(۲) "اسلام کا سرچشمہ السّلام ہے" ۔ چونکہ خدا تعالیٰ کے کئی ناموں میں سے ایک السلام بھی ہے (سورہ حشر) جس کے معنی ہیں امن اور سلامتی کا سرچشمہ۔ پس اسلام اپنے پیروؤں کو کامل فرمانبرداری اور پوری اطاعت کی راہ سے امن اور سلامتی کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ اسکا مبدء اور منبع السلام ہے۔

(۳) "اسلام کا منتہا اور منزل مقصود" دارالسلام ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اقوام عالم کو دعوت دیتا ہے امن اور سلامتی کا گھر۔ یا Palace of peace (یعنی قصرالامن) ہے جیسا کہ واللہ یدعوا الیٰ دارالسلام سے ظاہر ہے (یعنی خدا تعالیٰ تم کو امن اور صلح کے گھر یا قصرالامن میں داخل ہونے کی دعوت دیتا ہے)

(۴) "خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ" ۔ ان الدّین عند اللہ الاسلام یعنی خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ صرف اسلام ہے یعنی کامل اطاعت اور صلح اور سلامتی کی راہ۔ یہی دین ہے جو کسی طالب حق اور صادقانہ اور مخلصانہ تڑپ رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور دارالسلام میں جاگزین کرتا ہے یہی راہ ہے جو انسان کو محبوب خدا اور مقبول خدا بنا سکتی ہے۔ اور بس۔

(۵) "کائنات عالم کا مذہب اسلام ہے" ۔ ولہٗ اسلم من فی السمٰوات والارض والیہ یرجعون۔ یعنی جو کچھ کرۂ سماویہ میں ہے اور جو کچھ کرۂ ارضیہ پر ہے سب کا مذہب اسلام ہے۔ یعنی یہ سب خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری

اور اطاعت میں مصروف اور مشغول ہیں۔ اور سب کا منتہا اور مرجع وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ یعنی تمام کائنات عالم فطرتاً مسلم ہیں۔ اور انکا فطری مذہب اسلام ہی ہے۔

(۶) "باقی ادیان عالم"۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرین۔ جو شخص غیر الاسلام کا متبع اور مطیع ہی وہ ہرگز ہرگز مقبول خدا نہیں ہو سکیگا اور نہ محبوب خدا ہو سکتا ہے اور اگر اس کو اعتبار نہیں آتا تو تجربہ کرکے دیکھ لے۔ اسکا انجام ناکامی اور نامرادی ہے

پھر فرماتا ہے کہ افغیر دین اللہ یبغون۔ کیا یہ لوگ غیر الاسلام کے متبع اور مطیع یا غیر دین اللہ کے گرویدہ اور مفتون ہو رہے ہیں۔ اور اسکی حمایت اور محبت پر مٹ رہے ہیں۔ وله اسلم من فی السموٰت والارض۔ حالانکہ کائنات عالم کا فطری مذہب اسلام ہے۔ والیه یرجعون یعنی خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا راہ اسلام ہی ہے۔ اور بس۔

(۷) "خدا تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کے واسطے اسلام پسند کیا"۔ قرآن میں ہے ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ یعنی اے اُمت محمدیہ تیرے لئے ہم نے اسلام بطور دین پسند کیا۔ کیونکہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جسکے بارہ میں خدا تع فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ یعنی اس زمانہ میں ہم نے جو دین تمکو دیا ہے۔ وہ اکمل دین ہے۔ اور اسکے ذریعہ سے تم "نعم اللہ" اکمل اور اتم طور پر حاصل کر سکتے ہو۔

"نعم اللہ" کیا ہے۔ وہ حضرت موسیٰؑ کی زبانی سُن لو۔ فاذ قال موسیٰ لقومه یا قوم اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا۔ و اٰتٰکم ما لم یؤت احدا من العٰلمین۔ یعنی موسےٰؑ اپنی اُمت کو کہتا ہے کہ نعمت اللہ یاد رکھو۔ جو دو طرح تم میں ظاہر ہوئی۔ اوّل "اذ جعل فیکم انبیاء" کے رنگ میں اور دوم "جعلکم ملوکا" یعنی نبوت اور مملکت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ایک انسان کے لئے یقیناً روحانی معراج

میں منتہا نبوّت ہے۔ اور جسمانی معراج میں منتہا مملکت ہے۔

یہ دونو نعمتیں اسلام میں اکمل اور اتم طور پر مل سکتی ہیں۔ جسکو "انعم اللہ" ملتی ہیں وہ "منعم علیھم" کہلاتے ہیں منعم علیھم کون ہیں۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھدآء و الصّٰلحین۔ یعنی اوّل درجہ منعم علیھم انبیاءؑ ہیں دوم درجہ صدیقین ہیں سوم درجہ شہداء ہیں۔ چہارم درجہ صالحین ہیں۔

صالح کون ہیں؟ من اٰمن و عمل صالحاً۔ جس میں ایمان اور اعمال صالحہ دونو پائے جاویں۔

شہید کون ہیں؟ ولتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً۔ شہید وہ ہے جو لوگوں کے واسطے نمونہ اور اسوہ حسنہ ہو۔ اور رسول اللہ انکے لئے نمونہ اور اسوہ حسنہ ہیں پس معلوم ہُوا کہ شہید وہ ہی جسکا نمونہ اور اسوہ حسنہ دوسروں کے لئے قابل تقلید ہو۔ اور صداقت مذہب پر وہ بطور شاہد پیش ہو سکیں۔

صدیق کون ہیں؟ انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصّٰدقون۔ (یعنی نبیوں کے بعد اعلیٰ درجہ کے) مومن وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور پھر اس عقیدہ میں انکو کسی قسم کا شک نہیں ہوتا اور جان و مال تک خدا کی راہ یا اسکے رسول پر قربان کردیتے ہیں۔ یقیناً یہی لوگ صدیق ہیں پھر فرماتا ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصّدیقون و الشھداء عند ربھم (سورۃ الحدید) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے جمیع رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی صدیق ہیں وہی شہید ہیں۔

نبی کون ہے؟ جسکو خدا تعالیٰ شرف مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کرے اور کثرت امور غیبیہ پر اسکو اطلاع ملے جیسا کہ آیا ہے۔ ما کان اللہ لیطلعکم

علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء - یعنی اظہار علی الغیب عامۃ الناس کے واسطے ناممکن ہے - ہاں صرف رسول ہی مصطفیٰ غیب پر مطلع کیے جاتے ہیں اور دوسرے مقام پر یوں آیا ہے کہ عالم الغیب - فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسولٍ - یعنی خاص غیب کا جاننے والا خود خدا ہے - اور اسکے خالص غیب پر غلبہ اور ادراک حاصل کرنا سوائے رسولوں کے دوسروں کے واسطے ناممکن ہے -

مسلم کی دعا - ایک مسلم صبح و شام پانچ نمازوں میں کم از کم بتیس ۳۲ بار اھدنا الصراط المستقیم کہتا ہے یعنی اے مولا ہم کو منزلِ مقصود تک پہنچنے کے واسطے آسان سے آسان راہ اور طریقے بتا دے - اور وہ راہ اور طریقے ایسے مجرّب اور صحیح ثابت شدہ ہوں جنپر چلنے والے "انعم اللہ" سے مشرف و ممتاز ہوں -

وعدہ الٰہی - اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کے ماتحت لاکھوں لوگ مومن صالحین میں داخل ہوئے ہزاروں شہداء کے مقام تک پہنچے - سینکڑوں صدیقین میں سے ہیں - اور ابھی ایک عظیم الشان انسان بھی گذرا ہے جس نے فرمایا میں مقام نبوت اور منصب نبوت حاصل کر چکا ہوں یعنی سیدنا حضرت غلام احمد علیہ السلام جو مسیح موعود ہے

(۸) اسلام کی خصوصیات - اسلام کا خدا ۱ - اللہ ہے - لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - لا الہ الا ھو - لیس کمثلہ شیٔ - و لہ الاسماء الحسنیٰ - لا تدرکہ الابصار - وھو یدرک الابصار - الحی القیوم عالم الغیب -

اسلام کا نبی ۲ - محمد رسول اللہ - خاتم النبیّن - بشیر - نذیر - داعی الی اللہ - سراج منیر - اور جس نے کہا انی رسول اللہ الیکم جمیعاً - لیکون للعالمین نذیراً - وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین - ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ -

۳ اسلام کا دین۔ اکملت لکم دینکم۔ رضیت لکم الاسلام دینا۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔

۴ اسلام کا قرآن۔ امام۔ ھدی۔ نور۔ رحمۃ۔ تذکرۃ۔ موعظہ۔ فرقان۔ فیھا صحف مطھرۃ وکتب قیمہ۔ وان ھذا لفی زبر الاولین۔ ان ھذا لفی صحف الاولی۔ صحف ابراھیم وموسیٰ۔

۵ اسلام کے پیرو۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ وکذلک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس۔

۶ اسلام کا مسیح موعودؑ۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ اور جس نے کہا انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

(۹) اسلام کی تعلیم دربارۂ عقائد۔ قولوا (۱) آمنا باللہ و (۲) وما انزل الینا و (۳) وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط و (۴) ما اوتی موسیٰ و (۵) وعیسیٰ و (۶) ما اوتی النبیون من ربھم۔ (۷) لا نفرق بین احد منھم۔ و (۸) نحن لہ مسلمون

یعنی ازروئے عقائد ایک مسلم ضرور (۱) اللہ پر ایمان لاویگا۔ (۲) سیدنا محمد رسول اللہ کی وحی پر ایمان لاویگا اور ما انزل الینا میں سیدنا مسیح موعودؑ بھی اس زمانہ میں داخل ہے۔ (۳) حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت اسحٰقؑ حضرت یعقوبؑ اور انکی اولاد کی وحی پر بھی ایمان لاویگا۔ (۴) حضرت موسیٰؑ (۵) اور حضرت عیسیٰؑ کی وحی پر بھی ایمان لاوے گا۔ (۶) خدا تعالیٰ کے جسقدر نبی ہیں۔ سب کی وحی پر ایمان لاویگا۔ (۷) نبیوں اور رسولوں میں بلحاظ نبوت اور رسالت ہرگز فرق نہ کریگا۔ سب کو قبول کریگا۔ (۸) اگر یہ باتیں بطور تعلیم اسلام قبول کرے گا۔ تو اسوقت وہ اس بات کا مستحق ہوسکے گا کہ نحن لہ مسلمون کہے۔ یعنے ہم خداوند عالم کے مطیع اور فرمانبردار ہیں ؂

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا

یعنی اگر اُمّت موسوئیہ۔ اُمّت مسیحؑ۔ اُمّت زردشتؑ۔ اہل عرب۔ باقی اقوام عالم اس عقیدہ کو قبول کریں جسکو تم قبول کر چکے ہو۔ تو اسوقت ہدایت یافتہ کہلا سکتے ہیں ورنہ نہیں

پس ایک شخص جو اسمی اور رسمی مسلمان ہے۔ حقیقی مسلمان اسوقت کہلا سکتا ہے جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ اور اسکی وحی پر ایمان لاوے۔ کیونکہ آج بما انزل الینا کے ماتحت سیدنا غلام احمدؑ ہماری طرف نازل ہوا۔ اسکی وحی ہماری طرف اتاری گئی۔ اسپر ایمان لانا لازمی قرار پایا۔ سیدنا غلام احمدؑ نے باآواز دہل وحی اللہ کا نعرہ لگایا ہے کہ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ عندی شہادات من اللہ فھل انتم مسلمون۔ عندی شہادات من اللہ فھل انتم مؤمنون

اور اسمی اور رسمی مسلمانوں نے تکفیر تکذیب اور تردد سے کام لیا۔ اور قولاً و عملاً کہتے ہے کہ نؤمن بما انزل الینا۔ ہمارے لئے وہی بس جو ہم پر اس سے قبل نازل ہو چکا ہے۔ ویکفرون بما وراءہ اور انکار کر دیا حضرت غلام احمدؑ اور اُکی وحی پر ایمان لانے سے۔ اور انکو ماوراء قرار دیا حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ کہتے رہے "اٰمنوا بما انزل اللہ الیکم" اور آج تک ہماری جماعت احمدیہ کے مبلغ اور ممبر کہتے رہتے ہیں۔ کیا از روئے قرآن " نؤمن بما انزل الینا" حقیقی مومن کہلا سکتے ہیں جبکہ وہ سیدنا غلام احمدؑ اور اسکی وحی اللہ کو "ماوراءہ" قرار دیکر "یکفرون" کے حکم کے نیچے آجاویں۔

(۱۱) **اللہ تعالیٰ کا فرمان** - اللہ کریم تو فرماتا ہے رضیت لکم الاسلام دینًا۔ ہم نے تمکو اسلام کامل اطاعت اور فرمانبرداری سکھانیوالا دین دیا ہے۔ اور یہی ہم کو پسند تھا اور فرمایا کہ ادخلوا فی السلم کافۃ۔ کامل اور مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ تمھارے جسم کا کوئی حصہ اور دل اور دماغ کا کوئی خانہ قبولیت اسلام سے باہر نہ رہے۔ تمھاری دل - دماغ - کان - آنکھیں ناک - زبان - ہاتھ - پاؤں - وغیرہ سب اسلام کے اندر ہوں - یعنی جس جس

غرض کے واسطے پیدا شدہ ہیں اس غرض کے واسطے استعمال کرو۔ اور جس جس بات سے قرآن اور عقل اور تجربہ نے منع کیا ہے۔ اس راہ سے بچو۔

پھر فرمایا کہ بلیٰ من اسلم وجھہٗ للہ وھو محسن۔ وہی شخص مسلم ہو سکتا ہے۔ جو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور مطیع فرمانبردار رہنے۔ یہاں تک کہ اس کے عقائد قرآنیہ کی خوبیاں اور انوار اسکے وجود کو خوبصورت اور منور کر دیں۔ اور وہ

(۱۱) **مسلم کی شناخت** ۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً۔ وما انا من المشرکین۔ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العٰلمین۔ بذالک امرت وانا اول المسلمین۔

(۱) میرا قبلہ توجہ صرف اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین پیدا کیئے ہیں (۲) میں سیدھا ہو کر اسکے حضور پیش ہو رہا ہوں۔ افراط اور تفریط سے الگ حنیف ہو کر زندگی بسر کرتا ہوں (۴) میں ان لوگوں میں سے نہیں جو غیر اللہ پر بٹ رہے ہیں (۵) میری عبادات بدنی۔ میری قربانیاں۔ میری زندگی یا جاگنے کی حالت۔ میری موت یا سونے کی حالت صرف اللہ رب العالمین کے لئے خالص اور مخلص ہو کر گذر رہی ہیں۔ اس بات پر میں مامور ہوں۔ اور میں اوّل المسلمین ہو کر مطیع اور فرمانبردار ہو چکا ہوں۔ ....مسلم کا دل اور دماغ اور باقی تمام جوارح سب کامل طور پر داخل اسلام ہو جاتے ہیں وہ کامل فرمانبردار ہوتا ہے۔ امن اور سلامتی اسکے دل اور دماغ کو گھیری ہوئے ہوتے ہیں۔ اسکے جوارح اور اعضاء سے کسی دوسرے مسلم کو دکھ پہنچنا محالات سے ہوتا ہے۔ وہ سراپا امن اور سلامتی کا شہزادہ ہوتا ہے۔ اور پرنس آف پیس کہلاتا ہے۔ حدیث نبوی میں ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ یعنی مسلم کی زبان اور ہاتھ سے تمام دوسرے مسلم مامون اور مصئون ہوتے ہیں۔

اگر خدا کا کوئی نبی اور مامور کہدے کہ اسلم تو فوراً جواب دیتا ہے کہ اسلمت لرب العٰلمین۔ کیونکہ نافرمانی اور تمرد اور سرکشی مسلم کا کام نہیں۔ وہ تو ہر وقت

نحن لہ مسلمون کا مصداق ہوتا ہے۔

(۱۲) مسلم کا نام خدا نے تجویز کیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص کہدے اسلمت لرب العلمین انکو کہدو کہ مبارک ہو۔ کہ ھو سمیکم المسلمین۔ خدا تعالیٰ نے تمھارا نام مسلم رکھا۔

(۱۳) مسلم کا طرز عمل۔ غیر الاسلام اور غیر دین اللہ کا تبع ازروئے قرآن کریم جاہل ہے اگر کوئی جاہل کسی مسلم کو جہالت کے طریق سے مخاطب کرتا ہے اور امن اور آشتی کے حدود توڑتا ہے اور سلامتی کی راہ سے الگ ہوتا ہے تو مسلم اسکو امن اور سلامتی کی طرف بلاتا ہے۔ اور ایسے طریق سے مخاطب کرتا ہے جس کا نتیجہ سلامت روی اور امن ہو۔ جیسا کہ اذا خاطبھم الجاھلون کے جواب میں قالوا سلاماً موجود ہے۔

حضرت نبی کریمؐ ایک مسلم کو کہتے ہیں۔ (۱) افشوا السلام۔ آپس میں السلام علیکم کا داج ورڈ کثرت سے استعمال کرو

(۲) ابدؤا الکلام بسلامکم آپسمیں جب گفتگو اور میل جول کرنا چاہو تو السلام علیکم سے ابتدا کرو۔

ایک مسلم کو دار السلام میں بھی جو تحفہ ملیگا وہ سلام ہی ہوگا جیسا کہ تحیتھم فیھا سلام سے ظاہر ہے۔

(۱۴) دو بڑے مسلم۔ ایک بڑا مسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے اور دوسرا افضل الرسل سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم۔ پہلے کے حق میں قرآن کریم فرماتا ہے قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ (سورۃ ممتحنہ) اور دوسرے کے حق میں فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ گویا ان دو کے وجود حسب مراتب ومدارج ایک مسلم کے لئے بطور اسوہ حسنہ ہیں

سب سے پہلے مسلم حضرت ابراہیمؑ ہیں جسوقت انکو کہا گیا اسلم تو انہوں نے فوراً کہدیا

اسلمت لرب العلمین۔ دوسرے مسلم کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ فقل
اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن۔ کہدو کہ میں خالص اور مخلص طور پر اللہ کا فرمانبردار
ہوں اور وہ لوگ بھی جو میری اطاعت اور اتباع کرتے ہیں۔

(۱۵) **مسلم کی مآل اندیشی۔** حضرت ابراہیمؑ نہ صرف خود مسلم بلکہ اول المسلمین بنے
بلکہ وفات کے قریب اپنی اولاد کو جمع کرکے ان سے بھی وصیت کرگئے لاتموتن
الا وانتم مسلمون۔ جب تمھاری موت کا وقت آوے تو تمھارا خاتمہ ایسی حالت پر ہو
جو تمھاری مسلم ہونے کی شہادت دے۔ لہذا ایک مسلم کو اپنی اولاد کے حق میں یہی فکر اور مآل
اندیشی کرنی چاہیئے۔

(۱۶) **مسلم کی دعا۔** حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ دادا کی وصیت پر عمل پیرا ہو کر
خدا تعالیٰ سے یہی دعا مانگی کہ انت ولی فی الدنیا والاخرہ۔ توفنی مسلما
والحقنی بالصلحین۔ الٰہی تو ہی میری ولایت کا مرکز ہے دنیا میں بھی اور آخرۃ میں
بھی۔ مجھے ایک مسلم کی وفات دے اور صالحین میں داخل فرما۔

(۱۷) **مسلم کی شان۔** خدا تعالیٰ مومنوں کی شان میں فرماتا ہے لاتجد قوما یؤمنون باللہ
والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم
او عشیرتھم ط اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ط ویدخلھم جنت تجری
من تحتھا الانھار خلدین فیھا ط رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ط اولئک حزب اللہ ط الا
ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرۃ پر ایمان لانیوالی قوم کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
اور رسول کے دشمنوں سے کبھی محبت نہیں کرسکتے خواہ وہ انکے اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں
ان مومنوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے ایمان لکھدیا ہے اور ایک ایسی روح کے ساتھ انکی تائید کی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے
ہے۔ اور خدا تعالیٰ انکو باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں چلتی ہیں وہ انمیں رہ پڑینگے۔ خدا تعالیٰ انسے راضی ہوا اور
وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ آگاہ رہو کہ خدا تعالیٰ کا گروہ ہی کامیاب اور بامراد ہوگا۔

(۱۸) **مسلم کون ہے۔** خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام
خدا کے ہاں مقبول اور پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ جس پر چلکر انسان خدا
تک پہنچ سکتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن

میں نے خود بھی خالص اور مخلص طور پر یہ دین اسلام قبول کیا ہے۔ اور میری تبع جماعت نے بھی اور پھر فرمایا کہ وقل للذین اوتوا الکتٰب والامیین ءاسلمتم۔ فان اسلموا فقد اھتدوا۔ اہل کتاب یہود اور نصاریٰ وغیرہ اور اہل عرب کے کہدو کہ کیا تم اسلام قبول کرتے ہو۔ پس اگر وہ اسلام قبول کرلیں۔ مسلم بن جاویں تو تحقیق کامیاب ہوگئے ہدایت یافتہ ہوگئے۔

اگر اسلام قبول کرنا چاہیں۔ تو فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا۔ یعنی ایسی صورت میں ہدایت یافتہ ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ وہ ایمان اختیار کریں جو تم مسلم لوگ قبول کر چکے ہو۔ اور اس ایمان میں کوئی فرق اور کمی بیشی نہ کریں یعنی خدا کے نبیوں اور انکی وحی کو قبول کریں۔ اور اسکے قبول کرنے میں لا نفرق بین احد من رسلہ مدنظر رکھیں۔ اور نؤمن بما انزل الینا ویکفرون بما وراءہ پر عمل پیرا نہ ہوں کیونکہ یہ مومن کا شیوہ نہیں۔

(۱۹) امتیازی نشان - ابتدائے اسلام میں چونکہ اہل عرب کا سلام باہمی ملاقات کے وقت صبح کے وقت صبحک اللہ بالخیر تھا۔ اور شام کے وقت مساک اللہ بالخیر تھا۔ جیسا کہ اہل یورپ میں (Good Morning) اور (Good Evening) ہے۔

اہل اسلام نے السلام علیکم کا امتیازی نشان مقرر کیا تھا۔ اور اس نشان امتیاز کو دوسری قوم رسماً مذہباً عملاً تعصباً استعمال نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ بعض غیر مذاہب والے آجکل استعمال کر لیتے ہیں۔ لہذا اسوقت السلام علیکم صرف مسلمان ہی باہمی استعمال کیا کرتے تھے اور یہی انکا امتیازی نشان تھا۔ جس سے وہ شناخت ہو سکتے تھے۔ اس باعث سے قرآن کریم میں آیا ہے ولاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا۔ یعنی جو تم کو السلام علیکم کے امتیازی نشان سے مخاطب کرتا ہے۔ اسکو غیر مسلم اور غیر مومن مت کہو۔

آجکل افواج میں بھی اسی قسم کا امتیازی نشان مقرر کیا جاتا ہے۔ خصوصاً

جب کہ دشمنوں سے اندیشہ ہوتا کہ اپنی فوجیں اور انکے افراد ایک دوسرے کو آسانی سے شناخت کر سکیں۔ اسکو انگریزی میں واچ ورڈ (Watch word) یا کوڈ سائن کہتے ہیں۔ ورنہ صرف السلام علیکم کہنے سے تو کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بنجاتا۔ جب تک کہ وہ ان تمام باتوں کو قولاً و عملاً قبول نہ کرے۔ جو حقیقی مسلم کے واسطے از روئے قرآن کریم مقرر ہیں۔

آجکل تو ہزاروں ہندو۔ عیسائی۔ بلکہ انگریز اور یہود بھی السلام علیکم کہدیتے ہیں تو کیا یہ سب مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں اور انکے حق میں لست مؤمناً کہنے سے روک ہے ہرگز نہیں۔ پس آجکل السلام علیکم امتیازی نشان نہیں رہا۔ اور نہ صرف السلام علیکم کہنے سے کوئی مسلم کہلانیکا مستحق ہوسکتا ہے۔ جب تک کہ ایک خالص مسلم کے عقائد اور اعمال اس میں نہ پائے جاویں۔"

والسلام

قاضی محمد یوسف

نماز مترجم

جناب محمد یمین صاحب تاجر کتب قادیان نے اس رسالہ کو قادیان کے علماء سے تصحیح کرانے کے بعد شائع کیا ہے۔ اس میں نماز کے ترجمہ کے علاوہ اور بہت سے مفید مسائل اور ضروری باتیں درج ہیں۔ ہر قسم کی نماز فرض و نفل کا علم حاصل کرنے کے لئے یہ رسالہ نہایت مفید اور کافی ہے۔ جو احباب کتب حدیث و فقہ کا خود مطالعہ نہیں کر سکتے وہ اس مختصر رسالہ سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قادیان کے علماء نے اسکو پسند کیا ہے۔ قیمت ۱/۰

مؤلف سے مل سکتی ہے۔

مندرجہ ذیل انگریزی کتب دفتر میگزین سے نقد قیمت پر یا بذریعہ وی۔پی طلب کرا سکنے پر مل سکتی ہیں

۱۔ ٹیچنگز آف اسلام۔ مجلد ۱۹۶ صفحہ لیکچر حضرت مسیح موعودؑ جو ۱۸۹۵ء میں جلسہ مہوتسو لاہور میں پڑھا گیا۔ تعلیم قرآن پر ایک فلسفیانہ بحث۔ قیمت ۱۲/

۲۔ احمدؑ آخر زمان۔ ۶۸ صفحہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مختصر سوانح۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے قلم سے قیمت ۸/

۳۔ تحفۃ الملوک انگریزی۔ ۸۹ صفحہ۔ نظام حیدر آباد دکن کو خط منجانب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ قیمت ۸/

۴۔ سلسلہ احمدیہ نے گورنمنٹ کی کیا خدمات کیں۔ ۲۰ صفحہ۔ مؤلفہ حضرت مولوی شیر علی صاحب قیمت ۲/

۵۔ احمدی غیر احمدی میں فرق۔ ۱۴ صفحہ۔ مصنفہ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ قیمت ۲/

۶۔ پیغام صلح انگریزی۔ ۳۶ صفحہ حضرت مسیح موعودؑ کے قلم سے۔ قیمت ۲/

۷۔ الوصیت انگریزی ۳۲ صفحہ۔ " " قیمت ۲/

۸۔ اسلام اور دیگر مذاہب ۵۲ صفحہ حضرت خلیفہ ثانی کے قلم سے قیمت ۶/

۹۔ اسلام انگریزی۔ ۴۶ صفحہ۔ اصول اسلام پر مختصر بحث قیمت ۱/۰

۱۰۔ رسالہ احمدؑ ۲۱۷ صفحہ حضرت مسیح موعودؑ کی تقریریں و تحریریں قیمت ۱۲/

۱۱۔ " " کلاں ۴۴۰ صفحہ " مرتبہ سیٹھ الہ دین۔ عبداللہ صاحبان سکندر آباد قیمت ۱۲/۸

ڈاکٹر کی ہدایت

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ محمد نصیب پرنٹر و پبلشر طبع ہوا)